تحقیق و تنقید

جناب عبدالرؤف ظفر

معراج النبیؐ پر کیے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ!

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں پوری جرح و تعدیل کے ساتھ ان تمام روایات کو نقل کیا ہے۔ پھر پچیس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نقل کیے ہیں جن سے یہ روایات منقول ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں:

حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت شداد بن اوس، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن قرظؓ، حضرت ابو حبہؓ، حضرت ابو لیلیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو امامہ باہلیؓ، حضرت سمرۃ بن جندبؓ، حضرت ابو الحمراءؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت ام ہانیؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ۔

اس کے بعد ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"تَحْدِیْثُ الْاِسْرَاءِ اَجْمَعَ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَعْرَضَ عَنْهُ الزَّنَادِقَةُ وَالْمُلْحِدُوْنَ۔" (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹)

"اسراء کی حدیث پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ لیکن زندیق اور بے دین ان کو تسلیم نہیں کرتے۔"

بعد ازاں یہ آیت لکھی ہے:

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔" (الصّف: ۸)

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے۔ خواہ کافر اُس کو کتنا ہی گراں سمجھیں۔"

گویا ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ہو کر معراج کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان کرے، پھر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ شترِ بے مہار خواہ احادیث چھوڑ، قرآن کا بھی انکار کر دے تو مضائقہ نہیں ہوگا۔ فافہم وتدبّر!

۸۔ دیگر انبیاءؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے مُردوں کو زندہ کیا اور فرمایا:

"وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔" (البقرۃ ۲۶)

"یقین رکھیے کہ اللہ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے!"

دوسری جگہ فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔" (الانعام ۷۵)

"اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی حکومت دکھائی۔"

موسیٰ علیہ السلام کو بھی انوارِ الٰہی کی تجلیات کوہ طور پر دکھائی گئیں جو اُن سے برداشت نہ ہو سکیں تو:

"وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا!" (الاعراف ۱۴۳)

"موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے!"

اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق تورات میں ذکر ہے: (سیرت النبی ج ۳ صـ ۳۹۴) اور دیگر انبیاءؑ سے بڑھ کر آں حضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی، اور پھر شرفِ ہمکلامی عطا فرما کر نماز، خواتیم سورۃ البقرۃ اور شرک نہ کرنے پر مغفرت کا تحفہ امتِ محمدیہ کے لیے عنایت فرمایا (مسلم ج ا صـ ۱۱ باب فی المعراج)۔ تو یہ اس کی عنایت ہے اور فضل ہے کیونکہ آپؐ افضل الرسل اور سید ولدِ آدم ہیں۔

۴۔ آسمانی سفر کا ذکر آں حضرتؐ کی وفات کے ۱۰۰ سال بعد سیرت ابنِ اسحاق میں درج نہیں ہوا بلکہ اس کی تفصیل آں حضرتؐ کے دور میں سورۃ النجم میں نازل ہوئی، پھر صحابہ کرامؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر اسے اپنے پاس مصاحف میں درج کیا، جیسا کہ پہلے مقدمہ کے نمبر ۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ کوئی بات اسی سلسلہ میں ہمارے

پاس بے سند نہیں پہنچی بلکہ پوری جانچ پڑتال سے احادیث ملی ہیں۔ جہاں تک اسلام کے قبیلۂ قریش اور دیگر قبائل میں پھیلنے کا تعلق ہے، اس روایت میں قبولِ اسلام کا ذکر نہیں بلکہ پھیلنے کا ہے، اس کے لفظ یہ ہیں:

"ثُمَّ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَهُوَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ مِنْ إِيلِيَاءَ وَقَدْ فَشَا الْإِسْلَامُ بِمَكَّةَ فِي قُرَيْشٍ وَفِي الْقَبَائِلِ كُلِّهَا"

(سیرت ابن ہشام مع روض الانف للسہیلی ص ۲۴۲)

"پھر آں حضرتؐ کو مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک رات کے وقت لے جایا گیا۔ اس وقت اسلام مکہ میں قبیلۂ قریش اور تمام قبائل میں پھیل چکا تھا"

اس روایت کو واقعۂ معراج کے غلط ثابت کرنے کے لیے دلیل کے طور پر دو جگہ صاحبِ مضمون نے بیان کیا ہے۔ حالانکہ اس میں کیا قباحت ہے کہ قریش کے اہم آدمی اسلام قبول کر چکے تھے اور تمام قبائل کو آں حضرتؐ کی دعوت کا علم تھا، شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا تین سالہ دور گزر چکا تھا اور مسلمانوں کو کفار اذیتیں پہنچاتے رہے تو اسلام کب لوگوں سے چھپا ہوا تھا؟ سمجھ میں نہیں آتا، صاحبِ مضمون نے اس روایت کو معراج کے جھوٹا ہونے کے لیے دلیل کے طور پر کیسے پیش کر دیا؟

۵۔ آں حضرتؐ کو ٹھوکر مار کر جگانا نہایت ہتک آمیز ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں کسی جگہ نہیں ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی نہیں ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۴۴ پر یہ روایت ہے لیکن اس جگہ یہ لکھا ہے کہ:

"یہ روایت منقطع ہے، اس کو حسن بصری آں حضرتؐ سے بیان کرتے ہیں جبکہ ان کی ملاقات آں حضرتؐ سے ثابت نہیں ہے۔"

محدثین خود ہی جب اس روایت کو صحیح نہیں مانتے تو اس کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں۔ مضمون نگار کی عقل پر حیرت ہے کہ حدیث کی حیثیت کو ویسے ہی تسلیم نہیں کرتے لیکن اپنا مطلب نکالنے کو ان روایات کو پیش کرتے ہیں جن پر محدثین خود تنقید کر چکے اور ان کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔

صحیح روایات کے مطابق انہی اسراء کی احادیث میں موجود ہے کہ جبرائیل براق کے حرکت کرنے پر اسے بتاتے ہیں:

"أَفَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ"

(ترمذی ج ۲ ص ۱۶۳)

"کیا محمدؐ سے ایسے کرتے ہو، اللہ کے نزدیک محمدؐ سے مکرم و معزز تم پر پہلے سوار نہیں ہوا"

گویا جبرائیلؑ ہر مقام پر مؤدب نظر آتے ہیں۔ صاحبِ مضمون نے اس کے متعلق بھی اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے۔ سچ ہے:

"كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ"

۶۔ تاریخ اور تعددِ معراج:

صحیح اور مستند روایات کے مطابق اور جمہور علماء کی رائے کے موافق معراج کا واقعہ ایک مرتبہ ہی پیش آیا جب آنحضرتؐ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک گئے، روایات کی جزئیات میں اختلاف کو رفع کرنے کے لئے بعض لوگوں نے متعدد دفعہ معراج کا ذکر کیا حالانکہ مستند روایات میں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے۔

(شرح مواہب اللدنیہ جلد اول ص۳۵۵ بحوالہ سیرت النبیؐ جلد سوم ص۳۹۷)

اسراء اور معراج کے الگ ہونے کے متعلق شاذ اقوال ہیں لیکن صحابہ کرامؓ و محدثین علماء امت اور متکلمین کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک آپؐ ایک ہی رات میں تشریف لے گئے۔ کسی بھی واقعہ کے متعلق جزئیات میں معمولی اختلاف ہو یا کسی واقعہ کو مختلف راویوں سے لیں یا مختلف مواقع پر خود بیان کریں تو ترتیبِ واقعات اور دیگر جزئی امور میں کئی قسم کے اختلافات عام مشاہدے کی بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے اہم اجزاء کے وقوع میں شک نہیں ہو سکتا۔

یہی چیز واقعہ معراج کے متعلق ہے۔ واقعہ معراج کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"فهذا بعيد جدا ولم ينقل هذا عن احد من السلف ولو تعدد هذا التعدد لاخبر النبي ﷺ به امته۔ الخ"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۲۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

"یہ بہت بعید از قیاس بات ہے سلف میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا اگر واقعہ معراج کئی